بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء وعسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

یوم چہارشنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

قیمت فی پرچہ ۲ پیسے

جلد ۵۵/۲۰ | ۱۲ امان ۱۳۴۵ ہش ۹ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ ۲ مارچ ۱۹۶۶ء | نمبر ۵۱

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حقیقی طور پر عبادت بجالانے کیلئے خدا تعالیٰ کا خوف اور اس کی محبت دونوں ضروری ہیں

خدا تعالیٰ نے نماز میں خوف کا پہلو رکھا ہے اور حج میں محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہیں

"عبادت کے دو حصے تھے ایک وہ جو انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو ڈرنے کا حق ہے۔ خدا تعالیٰ کا خوف انسان کو پاکیزگی کے چشمہ کی طرف لے جاتا ہے اور اس کی روح گداز ہو کر الوہیت کی طرف بہتی ہے اور عبودیت کا حقیقی رنگ اس میں پیدا ہو جاتا ہے۔ دوسرا حصہ عبادت کا یہ ہے کہ انسان خدا سے محبت کرے جو محبت کرنے کا حق ہے۔ اسی لئے فرمایا ہے والذین آمنوا اشد حبا للہ اور دنیا کی ساری محبتوں کو غیر فانی اور آنی سمجھ کر حقیقی محبوب اللہ تعالیٰ ہی کو قرار دیا جائے۔ یہ دو حق ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنی نسبت انسان سے مانگتا ہے۔ ان دونوں قسم کے حقوق کے ادا کرنے کے لئے یوں تو ہر قسم کی عبادت اپنے اندر ایک رنگ رکھتی ہے مگر اسلام نے یہ دونوں مخصوص صورتیں عبادت کی اس کے لئے مقرر کی ہوئی ہیں۔

خوف اور محبت دو ایسی چیزیں ہیں کہ بظاہر ان کا جمع ہونا بعید از حال نظر آتا ہے کہ ایک شخص جس سے خوف کرے اس سے محبت کیونکر کر سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا خوف اور محبت ایک الگ رنگ رکھتی ہے جس قدر انسان خدا کے خوف میں ترقی کرے گا اسی قدر محبت زیادہ ہو جاویگی اور جس قدر محبت الٰہی میں ترقی کرے گا اسی قدر خدا تعالیٰ کا خوف غالب ہو کر بدیوں اور برائیوں سے نفرت دلا کر پاکیزگی کی طرف لے جائے گا۔

پس اسلام نے ان دونوں حقوق کو پورا کرنے کے لئے ایک صورت نماز کی رکھی۔ جس میں خدا تعالیٰ کے خوف کا پہلو رکھا ہے اور محبت کی حالت کے اظہار کے لئے حج رکھا ہے۔ خوف کے جس قدر ارکان ہیں وہ نماز کے ارکان سے بخوبی واضح ہیں کہ کس قدر تذلل اور اقرار عبودیت اس میں موجود ہے اور حج میں محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہیں۔ بعض وقت شدت محبت میں کپڑے کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے۔ کپڑوں کو سنوار کر رکھنا یہ عشق میں نہیں رہتا.... یہ نمونہ جو انتہائے محبت کے لباس میں ہوتا ہے وہ حج میں موجود ہے۔ سر منڈوایا جاتا ہے۔ دوڑتے ہیں۔ محبت کا بوسہ رہ گیا وہ بھی ہے جو خدا تعالیٰ کی ساری شریعتوں میں تصویری زبان میں چلا آیا ہے۔ پھر قربانی میں بھی کمال عشق دکھایا ہے۔ اسلام نے پورے طور پر ان حقوق کی تکمیل کی تعلیم دی ہے۔ نادان ہے وہ شخص جو اپنی نابینائی سے اعتراض کرتا ہے"

(الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء)

اخبار احمدیہ

— ربوہ یکم مارچ۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک دو یوم کے لئے ربوہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ حضور نے اس عرصہ کے لئے محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری کو ربوہ میں امیر مقامی مقرر فرمایا ہے۔

— ربوہ — حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۶ فروری بروز ہفتہ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد کا نکاح صفیہ بیگم صاحبہ بنت محترم قاضی عبد السلام صاحب بھٹی ایڈیٹر "ایسٹ افریقن ٹائمز" نیروبی کے ساتھ دو ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ صفیہ بیگم صاحبہ کی طرف سے حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب ولی تھے — احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے دینی و دنیوی لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے آمین۔

— ۲۸ فروری ۱۹۶۶ء بروز دوشنبہ اللہ تعالیٰ نے عزیزم سعادت احمد چوہدری ابن مکرم چوہدری نثار احمد صاحب سرگودھا کو پہلا لڑکا عطا فرمایا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ کرم بچہ کا نام صداقت احمد رکھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت کے ساتھ لمبی عمر دے اور اسلام اور احمدیت کا حقیقی خادم بنائے اور وہ اپنے والدین اور خاندان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنے۔ آمین

(ظہور احمد آڈیٹر، ربوہ)

— ربوہ یکم مارچ۔ محترم قریشی افضال احمد صاحب مرحوم بھاگلپوری مبلغ سانڈھن کی چھوٹی بیٹی حسن آراء بیگم جو تین چھوٹے بچوں کی والدہ ہیں آج کل شدید بیمار ہیں۔ ان کو تنفس کی تکلیف ہے۔ اور انہیں بغرض علاج لاہور لے جایا گیا ہے۔ احباب دعا سے صحت فرمائیں۔

— ربوہ یکم مارچ۔ محترم چوہدری محمد علی صاحب ایم۔ اے پروفیسر تعلیم الاسلام کالج کی والدہ محترمہ چند دنوں سے شدید بیمار ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

ماہوار رپورٹ باقاعدگی سے بھجوائی جائے

نظارت اصلاح و ارشاد سے متعلق ماہوار رپورٹ باقاعدگی سے بھجوائی جائے۔ ہر ماہ کی دس تاریخ تک گزشتہ ماہ کی رپورٹ پہونچ جانی چاہیئے۔ عہدہ داران متعلقہ خاص طور پر توجہ فرمائیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کی

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۲ مارچ ۱۹۶۶ء

مکارم اخلاق

بخاری شریف کی حدیث ہے:

"حضرت ابن عمرؓ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اول یہ کہ شہادت دینا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔ دوم۔ اقامت نماز۔ سوم ایتاء زکوٰۃ۔ چہارم حج اور پنجم روزہ۔"

یہ پانچ بنائے اسلام یا پانچ ارکان اسلام کہلاتے ہیں۔ اس لئے جو شخص ان پانچوں میں سے کسی ایک کو بھی ترک کرتا ہے وہ مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ گویا یہ پانچ ستون ہیں جن پر ایک مسلمان کے ایمان کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔

ایک دوسری حدیث بھی ملاحظہ ہو۔

"ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی ساٹھ سے کہیں زیادہ شاخیں ہیں اور شرم وحیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔"

ان دونوں حدیثوں پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پانچ ارکان جو اسلام کے بتائے گئے ہیں۔ وہ دراصل ایک مومن کے ایمان کے پانچ ستون ہیں اور ایمان کی تفصیل بہت وسیع ہے۔ حیا کو ایمان کی شاخ بنا کر ایک مثال دی گئی ہے۔ دوسری حدیثوں سے اس تفصیل کا علم ہوتا ہے چنانچہ ایک حدیث ہے کہ

"حضرت عبادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے گرد بیٹھے ہوئے اصحاب کرامؓ سے فرمایا کہ تم ان باتوں پر میری بیعت کرلو۔ یعنی مجھ سے عہد کرو کہ تم اللہ تعالےٰ کا کسی کو شریک نہ بناؤ گے۔ چوری نہیں کرو گے۔ زنا نہیں کرو گے۔ اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے۔ اور کسی پر تہمت نہیں باندھو گے، جو تم نے اپنے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان گھڑی ہو۔ یعنی جھوٹی بات بنائی ہو۔ اور نیکی میں نافرمانی نہیں کرو گے وغیرہ (بخاری)

اسی طرح احادیث میں سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اخلاقی اصول بیان فرمائے ہیں۔ مثلاً اپنے بھائی کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو جیسا کہ تم اپنے نفس کے ساتھ چاہتے ہو یا بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر ایک کو خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہیں جانتے سلام کہو۔ وہ شخص ایماندار ہے جس کی زبان سے مسلمان محفوظ رہیں وغیرہ وغیرہ۔

یہ مکارم اخلاق کی چند مثالیں ہیں ورنہ احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں زندگی کے ہر پہلو پر اخلاقی ہدایت موجود ہے۔ اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ نے نہایت دسعت سے مکارم اخلاق کی تفاصیل بیان فرما دی ہیں۔ اور نہ صرف زبان سے فرمائی ہیں بلکہ خود اس پر عمل کر کے دکھایا ہے۔

الغرض ایک مسلمان کا صرف یہ کام نہیں ہے کہ وہ پانچ بنائے اسلام کی پوری پابندی کرے تو اس کی نجات ہو جاتی ہے خواہ وہ باقی عملی زندگی کسی طرح گزارے۔ بلکہ جب کہ خود قرآن کریم میں نماز کے تعلق میں فرمایا گیا ہے۔ کہ نماز فحشاء سے محفوظ کرتی ہے۔ اس لئے نماز وہی قبول ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ ہم فحشاء سے بچ جائیں۔

افسوس ہے کہ اول تو آجکل اکثریت نے نماز قائم کرنا تو کجا نماز پڑھنا ہی ترک کر دیا ہے۔ اور اگر بعض لوگ نماز اور دیگر ارکان اسلام کی پابندی کرتے بھی ہیں تو بس انکو ہی نجات اور فلاح کے لئے کافی سمجھ لیتے ہیں۔ اور روزانہ عملی زندگی میں وہ مکارم اخلاق پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ جن کی تفصیل احادیث میں سیرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ملتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس طرف توجہ خاص طور پر بار بار دلائی ہے۔ چنانچہ سینکڑوں مقامات پر آپ نے نہایت دردمندی سے مکارم اخلاق پیدا کرنے کو فرمایا ہے اور جماعت کو متنبہ کیا ہے۔ کہ اگر وہ ایسا ایسا کریں گے یا ایسا ایسا نہ کریں گے۔ تو ان کا میری جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:۔

"تقوےٰ کے معنی ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا۔ مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اس لئے کہ میں نے کسی کا مال نہیں لیا۔ نقب زنی نہیں کی، چوری نہیں کرتا، بدنظری اور زنا نہیں کرتا۔ ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے۔ کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری یا ڈاکہ زنی کرے۔ تو وہ سزا پائے گا۔ پس یہ کوئی نیکی نہیں کہ جو عارف کی نگاہ میں قابل قدر ہو۔ بلکہ اصلی اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوع انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالےٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائے اور اس کی راہ میں جان تک دے دینے کو تیار ہو۔ اسی لئے یہاں فرمایا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ یعنی اللہ تعالےٰ ان کے ساتھ ہے۔ جو بدی سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی نیکیاں بھی کرتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۴۱ و صفحہ ۲۴۲)

آپ اس کے آگے فرماتے ہیں:۔

"یہ خوب یاد رکھو کہ نرا بدی سے پرہیز کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں جب تک اس کے ساتھ نیکیاں نہ کرے۔ بہت سے لوگ ایسے موجود ہوں گے جنہوں نے کبھی زنا نہیں کی۔ خون نہیں کی چوری نہیں کی۔ ڈاکہ نہیں مارا۔ اور باوجود اس کے اللہ تعالےٰ کی راہ میں کوئی صدق وفا کا نمونہ انہوں نے نہیں دکھایا یا نوع انسان کی کوئی خدمت نہیں کی۔ اس طرح پر کوئی نیکی نہیں کی۔ پس جاہل ہوگا وہ شخص جو ان باتوں کو پیش کر کے اسے نیکوکاروں میں داخل کرے کیونکہ یہ تو بدچلنیاں ہیں صرف اتنے خیال سے اولیاء اللہ میں داخل نہیں ہو جاتا۔ بدچلنی کرنے والے، چوری یا خیانت کرنے والے، رشوت لینے والے کے لئے عادت اللہ یہ ہے کہ اسے یہاں سزا دی جاتی ہے۔ وہ نہیں مرتا جب تک سزا نہیں پا لیتا۔ یاد رکھو کہ صرف اتنی ہی بات کا نام نیکی نہیں ہے۔ (ایضاً صفحہ ۲۴۲، ۲۴۳)

پھر فرماتے ہیں:۔

"تقوےٰ ادنےٰ مرتبہ ہے اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی برتن کو اچھی طرح سے صاف کیا جاوے۔ تاکہ اس میں اعلیٰ درجہ کا لطیف کھانا ڈالا جاوے۔ اب اگر کسی برتن کو خوب صاف کر کے رکھ دیا جائے۔ لیکن اس میں کھانا نہ ڈالا جائے۔ تو کیا اس سے پیٹ بھر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا وہ خالی برتن طعام سے سیر کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح پر تقوےٰ کو سمجھو تقوےٰ کیا ہے۔ نفس امارہ کے برتن کو صاف کرنا۔" (ایضاً صفحہ ۲۴۲، ۲۴۳)

یہاں آپ نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ محض منفی اخلاق کوئی معنے نہیں رکھتا۔ بعض جرائم سے بچ جانا کوئی خوبی نہیں ہے۔ بلکہ چاہیئے کہ انسان مثبت خوبیاں اپنے آپ میں پیدا کرے جس کو آپ نے خدمت خلق یعنی بنی نوع انسان کے ساتھ احسان کرنے سے موسوم فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"ایک بڑی علامت جو حقیقی ایمان کی ہے۔ وہ یہی ہے کہ جب انسان دنیا کو پاؤں کے نیچے کچل کر اس سے اس طرح الگ ہو جاتا ہے۔ جیسے سانپ اپنی کینچلی سے باہر آجاتا ہے۔ اس طرح جب انسان نفسانیت کی کینچلی سے باہر آجاتا ہے۔ تو وہ مومن ہوتا ہے۔ اور ایمان کامل کے آثار اس میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ یعنی بے شک اللہ تعالےٰ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو تقوےٰ اختیار کرتے ہیں۔ اور جو تقوےٰ سے بھی بڑھ کر کام کرتے ہیں۔ یعنی محسنین ہوتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۴۱)

جب محض تقوےٰ بھی کافی نہیں ہے جب تک مثبت احسان کے طریق نہ اختیار کئے جائیں تو غور فرمائیے محض رسمی طور پر پنج ارکان اسلام کی پابندی کی حیثیت رکھتی ہے۔ بیشک پنج ارکان کی پابندی ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ مگر جب تک ایک مسلمان اس طرح نہ بن جائے کہ نیکیاں اس سے اس طرح پھوٹیں جس طرح سورج سے شعاعیں نکلتی ہیں۔ اس طرح پنج بنائے اسلام کی پابندی تو کجا تقوےٰ بھی محض ایک صاف شدہ برتن کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں کھانا موجود نہیں۔

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"فوری ضرورتوں پر کام آنے والے روپیہ کے سوا تمام روپیہ جو بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے وہ بطور امانت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہونا چاہیئے۔"

(افسر خزانہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا خدام الاحمدیہ سے خطاب

احمدیت کو ایسے خدام کی ضرورت ہے جن کے دلوں میں اسلام کی محبت رچی ہوئی ہو

خدام الاحمدیہ اس لائحہ عمل کو اپنائیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے رکھا تھا

اپنے عمل اپنی ادا اپنے فکر اور اپنے تدبر کو اسلام اور احمدیت کے رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کرو

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ خطاب جو حضور نے ۲۶ نومبر ۱۹۶۵ء کو بوقت چار بجے شام خدام الاحمدیہ سے جامعہ احمدیہ میں فرمایا افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (مرتبہ خاکسار محمد صادق سماٹری انچارج صیغہ زود نویسی)

مولوی منیر الدین احمد صاحب نے تلاوت کی پھر چوہدری عبد العزیز صاحب مہتمم مقامی ربوہ نے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ اس کے جواب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اصطلاحی معنے کی رُو سے

تو آپ جن کی عمر ۱۵ اور ۴۰ سال کے درمیان ہے۔ خدام الاحمدیہ ہیں۔ لیکن درحقیقت ہر احمدی ہی خادمِ احمدیت ہے۔ اس لئے گو میں بلا واسطہ اپنے ان بھائیوں کو خطاب کروں گا جو ۱۵ اور ۴۰ سال کی درمیانی عمر کے ہیں لیکن میرا خطاب بالواسطہ خود اپنے کو اور ہر احمدی کو ہے۔

"خادمِ احمدیت" ہیں

دو لفظ پائے جاتے ہیں ان میں سے اصل زور "احمدیت" کے لفظ پر ہے۔

- احمدیت نام ہے صداقت کا۔ اسلام کا
- احمدیت نام ہے عجز و انکساری کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا۔
- احمدیت نام ہے مخلوقِ خدا کی ہمدردی اور غمخواری کرنے کا۔
- احمدیت نام ہے خدا تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو تلاش کرنے کا۔
- احمدیت نام ہے رضاء الٰہی کی جستجو کا۔
- احمدیت نام ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ظل بننے کی کوشش کا۔
- احمدیت نام ہے مسیح موعود علیہ السلام کی شکل اختیار کرنے کا۔

پس اصل غرض احمدیت پر زور دینا ہے اور ان دو الفاظ کو استعمال کر کے ہم یہ دعوے کرتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے رب سے یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم اس احمدیت کے خادم بن کر اپنی زندگیوں کو گزاریں گے۔

خدمت

دنیا میں ہمیں تین قسم کی نظر آتی ہے:-

ایک خدمت وہ جو بیچی جاتی اور مول لی جاتی ہے۔ جیسے مزدور کی خدمت، رائج کی خدمت، معلم کی خدمت، ڈاکٹر کی خدمت وغیرہ وغیرہ۔

ایک خدمت وہ ہے جو بیگار کے طور پر لی جاتی ہے اور مجبوراً کی جاتی ہے جیسے کہ کشمیر میں بیگاری خدمت لینے کا اب بھی رواج ہے۔ یہ خدمت طاقت کے بل بوتے پر اور ڈنڈے کے زور سے لی جاتی ہے۔

اور ایک خدمت وہ ہے جس کا سوتا دل میں سے نکلتا ہے اور پیار کے اندر سے وہ ظاہر ہوتا ہے جیسے ماں باپ اپنے بچے کی خدمت کرتے ہیں یا بچے اپنے والدین کی۔ وہ کسی اُجرت کے خواہاں نہیں ہوتے اور نہ ہی ان پر کوئی زور ہوتا ہے کسی کا بلکہ ماں باپ اپنے بچے کی اور بچے اپنے والدین کی خدمت محض محبت سے مجبور ہو کر کرتے ہیں۔

پہلی دو قسم کی خدمتوں کی ضرورت نہ اسلام کو ہے اور نہ ہی احمدیت کو۔

احمدیت کو ضرورت ہے

اس بات کی کہ ہم پیار اور محبت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس کی خدمت کرنے والے ہوں۔ جس طرح ایک بچہ اپنے ماں باپ کے ہزاروں احسانوں کو اپنے اوپر دیکھتے ہوئے مجبور ہو جاتا ہے کہ ان کی خدمت کرے اور اس کے دل و دماغ کے کسی گوشہ میں بھی یہ خیال نہیں ہوتا کہ وہ اس خدمت کے بدلہ کا مطالبہ کرے اسی طرح احمدیت کو بھی ہماری اس قسم کی خدمت کی ضرورت ہے اور اسلام کو بھی۔

اگر یہ سچ ہے۔ اور یقیناً یہ سچ ہے تو پھر یہ ضروری ہے کہ ہمارے دلوں میں احمدیت کی محبت رچی ہوئی ہو اور ہم دنیا کی ہر چیز پر اسلام اور احمدیت کو ترجیح دیں اور ہر چیز کو ہر وقت اسلام اور احمدیت پر قربان کرنے کے لئے تیار رہوں۔

یہی وہ خدمت کا جذبہ ہے

یہی وہ محبت کا تعلق ہے جو خدائے تعالیٰ کی نگاہ میں محبوب ہے۔ کیونکہ کہنے والوں نے تو یہ بھی کہا ہے اور سچ کہا ہے کہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں اس نیت سے خدمت بجا لانا کہ خدا کی جنت ملے گی۔ یہ بھی انسان کو روحانیت کے بلند مقام سے گرانے کا موجب ہوتا ہے۔ حقیقی معنے میں اپنے رب کی وہی خدمت کرتا ہے جو اپنے رب سے اس کی رضاء اور خوشنودی کے سوا کسی چیز کا خواہاں نہ ہو۔

آج میں پہلے تو اصولی طور پر اپنے بھائیوں اور عزیزوں کو یہ کہوں گا کہ اپنے دل اور دماغ کو اس طرح بناؤ کہ ان میں اسلام کی محبت اس طرح رچ جائے کہ کسی اور محبت کے ان میں داخل ہونے کا کوئی امکان ہی نہ رہے۔

یہ تو اصولی بات ہے۔ تفصیل کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۳۸ء سے لے کر آخر وقت تک آپ کو بے شمار نصائح فرمائی ہیں۔ اگر واقعی ہمارے دل میں آپؓ کی محبت ہے تو

ہمارے لئے ضروری ہے

کہ ہم ان باتوں کو یاد رکھیں اور ہم ان باتوں اور نصائح کو یاد نہیں رکھ سکتے جب تک بار بار ان کا مطالعہ نہ کریں۔ اس لئے میرے دل میں بڑی شدت سے یہ خواہش پیدا ہوئی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسے خطبات اور ارشادات جمع کرا لئے جائیں۔ اور کتابی صورت میں شائع کئے جائیں۔ میں اس بارے میں ہر طرح مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی امداد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر ان ارشادات کے جمع کرنے میں کوئی دقت ہو یا انہیں شائع کرنے میں کوئی مالی روک ہو تو انشاء اللہ میں اسے دور کرنے کی کوشش کروں گا۔ ایسی کتاب جلد سے جلد شائع ہو جانی چاہیئے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محض زبان سے یہ دعوے کرنا کہ ہم ان نصائح پر عمل کریں گے بے سود ہے۔ جبتک عمل سے اس کی توثیق نہ کریں۔

تو ہمارا اس وقت

پہلا اور آخری پروگرام

یہی ہونا چاہیئے کہ ہم اس لائحہ عمل کو اپنائیں جو حضور نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ اور ان چیزوں پر زور دیں جن پر حضورؓ نے زور دیا۔ اور ان بنیادی حقائق کو ہمیشہ مدنظر رکھیں جو حضورؓ نے ہمارے سامنے رکھے اور ان تفاصیل کو تفاصیل ہی سمجھیں، جو آپؓ نے ہم تک پہنچائیں۔

یہ بہت بڑا پروگرام ہے۔ بے شک وقت کی ضرورت کے ساتھ پروگرام

بدلے بھی جاتے ہیں اور بدلے جانے بھی چاہئیں۔ لیکن

جو اصولی چیزیں ہیں

وہ نہیں بدل سکتیں۔ مثلاً ابھی آپ کے مہتمم صاحب مقامی نے آپ کے وقارِ عمل کا ذکر کیا ہے۔ لیکن وقارِ عمل جس رنگ اور جس شکل میں قادیان میں منایا جاتا تھا وہ رنگ اور وہ شکل اب نہیں رہی۔ میں سمجھتا ہوں کئی فوائد اس وقارِ عمل میں تھے۔ خدام الاحمدیہ وقارِ عمل کرتے تو تمام احمدی اس میں شامل ہوتے تھے۔ بچے بھی اور بوڑھے بھی۔ اس کے لئے پہلے ایک تفصیلی پروگرام مرتب کیا جاتا تھا۔ مثلاً یہ کہ کہاں کام کرنا ہے؟ پروگرام دو گھنٹے کا ہوگا یا تین گھنٹے کا۔ کام کرنے کے لئے سامان بھی ہے یا نہیں؟ پھر یہ کہ آیا دو یا تین گھنٹے کا کام بھی ہے یا نہیں۔ وغیرہ وغیرہ ان تمام باتوں کا پہلے ہی طے کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر آپ پروگرام تین گھنٹے کا بنائیں اور کام ایک گھنٹے میں ختم ہو جائے تو باقی دو گھنٹے ضائع ہو جائیں گے اس طرح وہ وقارِ عمل کوئی اچھا نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔

تو ایسے پروگرام بنانے کے لئے بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔

مجھے یاد ہے

کہ ابتداء میں خدام الاحمدیہ کے پاس سامان نہیں ہوتا تھا۔ ہم محلے میں مختلف دوستوں سے کدالیں، ٹوکریاں وغیرہ جمع کرتے اور ان پر نشانی لگا لیتے اور وقارِ عمل کے بعد پھر انہیں واپس پہنچا دیتے تھے۔ اسی لئے وقارِ عمل کے بعد کئی گھنٹے تک مجھے وہاں ٹھہرنا پڑتا تھا تاکہ کوئی چیز ضائع نہ ہو۔ اس سے عزت اور اعتماد قائم رہتا ہے۔ اگر کوئی چیز ضائع ہو جاتی یا ٹوٹ جاتی تو ہم اس کی قیمت ادا کر دیتے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ خدائے تعالےٰ نے یہ توفیق بخشی کہ کئی سو کدالیں اور کئی سو ٹوکریاں جو وقارِ عمل کے لئے ضروری تھیں خدام الاحمدیہ نے خود خرید لیں۔

وقارِ عمل میں حصہ لینے کے لئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

بسا اوقات خود بھی تشریف لاتے۔ کدال کا استعمال کرتے اور ٹوکری بھی اٹھاتے تھے۔ وہ ایک عجیب سماں ہوتا اور ساری جماعت اس سے حظ اٹھا رہی ہوتی تھی۔ اور ان حالات میں کوئی شخص بھی اپنے گھر بیٹھے رہنے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔ ایک جذبہ تھا جو قادیان کے سارے احمدیوں میں پیدا ہو جاتا اور وہ اپنے ضروری کاروبار کو چھوڑ کر بھی وقارِ عمل میں حصہ لینے کے لئے نکل پڑتے جن لوگوں کو لاہور جانا ہوتا اور وہ صرف آدھ گھنٹہ تک کام کر سکتے تو وہ آدھ گھنٹہ کے لئے ہی آ جاتے۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ہم نے

دارالانوار میں وقارِ عمل

منایا۔ اس دن محترم ملک غلام فرید صاحب نے ریویو کی طباعت کے سلسلہ میں لاہور جانا تھا۔ گاڑی چلنے سے پہلے ان کے لئے صرف نصف گھنٹہ تک وقارِ عمل میں حصہ لینے کا موقع تھا وہ آ کر شامل ہو گئے۔ جب وہ آدھ گھنٹہ کے بعد جانے لگے تو ہمارے نوجوانوں میں سے بعض نے ان کو روکا کہ آپ باہر کیوں جا رہے ہیں؟ انہوں نے اسے دھکا دیا اور چلے گئے۔ میرے پاس شکایت پہنچی تو میں نے سوچا کہ انہیں واقعی کوئی ضروری کام ہوگا۔ ورنہ وہ نہ جاتے اور وہ تھے بھی انصار میں سے لیکن ان کو خوف لاحق ہوا کہ میں کہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں ان کی شکایت نہ کر دوں۔ وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ یہ حالات تھے۔ مجھے صرف آدھ گھنٹہ کا وقت ملنا تھا۔ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ میں اس وقارِ عمل میں حصہ لینے سے محروم رہوں۔ پس میں تو اپنی محبت اور شوق سے اس میں شامل ہوا تھا اور آخری وقت تک کام کرتا رہا۔ اگر میں حلقہ توڑ کر نہ جاتا تو گاڑی نہ ملتی اور جماعتی کام کو نقصان پہنچتا۔

ان کی اس معذرت خواہی کو سنکر میں مسکرایا اور کہا کہ میں نے آپ کی شکایت نہیں کی ہے۔ شکایت تو آخری مرحلہ ہے اگر آپ غلطی کرتے تو پہلے میں خود آپ کو سمجھاتا۔ اور اگر میں سمجھتا کہ سمجھانے کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا تب میں آپ کی شکایت کرتا۔

یہ مثالی بیان کرنے سے

میرا مطلب یہ ہے

کہ پہلے لوگوں کے دلوں میں وقارِ عمل کا بڑا شوق اور جذبہ تھا۔

اب مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خدام الاحمدیہ میں بھی وقارِ عمل کی نہ وہ اہمیت باقی رہی ہے اور نہ ہی وہ جذبہ ہے۔ آج ہی صبح نمازِ فجر کے بعد قصرِ خلافت کے احاطہ میں کچھ خدام وقارِ عمل کر رہے تھے ان کی طرف ہماری توجہ اس شور کی وجہ سے ہوئی جو وہاں سے اٹھ رہا تھا۔ میں کافی عرصہ تک اس وقارِ عمل کو دیکھتا رہا۔ اور مجھے یہ دیکھ کر بڑی تکلیف ہوئی کہ ان میں سے اکثر کھڑے شور کرتے رہے یا تو ان کیلئے کام کافی نہ تھا یا پھر وہ اپنے کام کی طرف توجہ نہیں دے رہے تھے اس طرح ان کا وقت ضائع ہو رہا تھا۔

وقارِ عمل منانے سے پہلے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے پروگرام بنانے کیلئے بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس پرانے طریق کو جاری نہ کریں۔ اگر مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ ایک پروگرام بنائے تو انشاء اللہ بشرطِ صحت اور توفیق خاکسار بھی اس میں شامل ہوگا اور ہم سب مل کر وہ کام کریں گے کیونکہ

وقارِ عمل کے پیچھے جو روح ہے

وہ اسلام کے بنیادی مسائل میں سے ہے۔ اور وہ یہ کہ کسی جائز کام کے کرنے سے ہمیں عار نہیں۔ اور یہ روح کوئی معمولی چیز نہیں۔ یہ عادت ایسی ہے کہ دنیا اسے دیکھ کر حیران ہو جاتی ہے۔ اور پھر اکثر امور میں انسان کسی دوسرے کا محتاج نہیں رہتا۔ اور جہاں تک اور جس وقت اور جو کام وہ اپنے ہاتھ سے کر سکتا ہے وہ کبھی برداشت نہیں کرتا کہ کوئی اور شخص یہ کام اس کے لئے کرے۔

میں حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی تربیت میں رہا ہوں۔ اور بچپن کے زمانہ سے ہی میں نے

خاص طور پر یہ نوٹ کیا ہے

کہ بیماری کے دنوں میں بھی جب آپ کو پیاس لگتی تو تین چار خادمائیں موجود ہونے کے باوجود اٹھ کر خود جاتیں اور پانی کا گلاس بھر لیتیں اور پی لیتیں، بعض دفعہ یہ دیکھ کر ہمیں تکلیف بھی ہوتی کہ آپ کمزور ہیں بیمار ہیں کیوں ایسا کرتی ہیں لیکن وہ کہتی تھیں کہ طاقت رکھتے ہوئے کیوں میں کسی دوسرے سے کام کرواؤں۔

بچپن کا یہ سبق میری طبیعت میں غیر شعوری طور پر راسخ رہا۔ ایک دفعہ ایک غیر احمدی نے مجھے اس طرف توجہ دلائی۔ میں لاہور کالج کے دفتر میں ہوتا۔ پیاس لگتی۔ وہاں گھڑا موجود ہوتا میں اس میں سے گلاس میں پانی ڈالتا اور پی لیتا۔ انہی دنوں کراچی سے ایک غیر احمدی افسر لاہور آیا۔ (وہ کسی زمانہ میں چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کا سیکرٹری بھی رہ چکا تھا اور اسی حیثیت میں وہ مجھے کراچی میں مل چکا تھا) اور میرے ملنے کے لئے بھی آ گیا۔ اور ملتے ہی کہنے لگا کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں آپ کو چوہدری صاحب کی وجہ سے ملنے کے لئے آیا ہوں۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ جب آپ کو پیاس لگتی ہے تو آپ چپڑاسی یا مددگار کارکن کو نہیں کہتے کہ پانی لا دو بلکہ خود ہی اٹھ کر پانی پی لیتے ہیں۔

تو عادت کی وجہ سے مجھے یہ احساس ہی نہ ہوتا تھا کہ میں کیا کام کرتا ہوں اور کیا نہیں کرتا۔ مجھے تو عادت ہی پڑی ہوئی ہے۔ میری نظر میں یہ نہ کوئی بڑی بات ہے نہ کوئی عجیب چیز۔ لیکن غیر کی نظر میں ایک چھوٹی سی بات ایسی ہو گئی کہ اس نے یہ سمجھا کہ یہ لوگ ہمارے جیسے نہیں۔ اور واقعہ میں

جو شخص احمدیت کے فیض سے مستفیض ہو چکا ہے

وہ عام انسانوں کی طرح نہیں رہتا۔ اس کی ہر بات میں اور ہر ادا میں ایک خصوصیت ہوتی ہے۔ وہ خود اس کو نہیں سمجھتا لیکن غیر اس کو دیکھتا اور اسے نوٹ کرتا ہے۔ اور ان لوگوں کو یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایک ایسی قوم ہے جو ہم سے مختلف ہیں اور ہم سے اچھے ہیں۔ کیونکہ ان کے اندر ایسی اچھی باتیں پائی جاتی ہیں۔

یہی چیزیں سکھانے کے لئے خدام الاحمدیہ کو قائم کیا گیا ہے۔ پس جس غرض کے لئے خدام الاحمدیہ کو قائم کیا گیا ہے اس غرض کو مدنظر رکھ کر اپنے عمل، اپنی ادا، اپنے فکر اور تدبر کے طریق کو اس طرح ڈھالیں کہ آپ سمجھیں نہ سمجھیں لیکن غیر یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ یہ احمدی لوگ ہم سے بہت اونچے اور بہت بلند ہیں۔ ان کی قیادت ہمارے لئے فخر کا باعث ہے اور ان کے پیچھے چلنا ہمارے لئے عزت کا موجب ہے اگر آپ لوگ

احمدیت کا یہ رعب اور اثر

قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو انشاء اللہ دنیا خود بخود احمدیت کی طرف کھنچی چلی آئے گی اور خدائے تعالےٰ نے جو فیصلہ آسمان پر کیا ہے وہ زمین پر بھی عملاً ہمیں پورا ہوتا نظر آئے گا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

درخواستِ دعا

عزیز کریم اللہ نے لوئیس ول امریکہ سے اطلاع دی ہے کہ گزشتہ دنوں جو امتحانات انکے ہوئے تھے ان میں سے بعض کے نتائج نکل آئے ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت شاندار ہیں۔ بعض امتحانوں کے نتائج ابھی باقی ہیں۔ احباب جماعت بالخصوص بزرگوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ عزیز کی نمایاں اور اعلےٰ کامیابی اور دیگر بچوں کے امتحانات میں اعلےٰ کامیابی کیلئے بھی دعا فرما کر ممنون فرمائیں۔ (خاکسار (صوفی) غلام نبی عبد زیروی)

تیمارداری کے متعلق اسلامی تعلیم

از مکرم بشیر احمد صاحب قمر گوجرہ ضلع لائلپور

دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ان گنت مخلوق ہے۔ ہر مخلوق اپنے خاص اوصاف رکھتی ہے۔ جس کے ذریعہ وہ ممتاز ہوتی اور پہچانی جاتی ہے انسان کو حیوانات سے ممتاز و ممیز کرنے والی بہت سی چیزیں ہیں۔ ان میں سے ایک اس کا مدنی الطبع ہونا یعنی مل جل کر رہنا اور اپنے ہم جنسوں کے دکھ سکھ میں شریک ہونا ہے۔ یہ وصف حیوانات میں نہیں پایا جاتا۔ اس روح مودت و موانست کی تکمیل کے لئے انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے اور وہ اپنے پاک نمونہ اور وعظ و نصائح سے ان کو مودت و اخوت اور اتفاق و اتحاد کا سبق دیتے رہے۔ بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قدم قدم پر اس کی راہنمائی فرمائی اور ہر اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی تلقین و تاکید فرمائی۔ جو موجب محبت و ہمدردی ہو سکتا تھا۔ چنانچہ انہیں مواقع میں سے ایک موقعہ بیمار پرسی کا ہے۔

بیماری حسب حالات نباتات حیوانات اور انسان سب کے لئے ہے۔ لیکن نباتات و حیوانات اپنی بیماری میں کسی کا ہمدردی حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کے برعکس بیمار انسان تندرست انسان کی قولی و فعلی ہمدردی حاصل کر سکتا ہے۔ اور تندرست انسان اپنے ہم جنس بھائی کے لئے ہر قسم کی کوششوں تدبیروں دعاؤں اور ہمدردیوں کو بروئے کار لا سکتا ہے۔ اور اس طرح وہ دیگر مخلوقات سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ ہمارے سید و مولیٰ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی بڑی تاکید فرمائی ہے انسان کی انسانیت یعنی انس و محبت و خیر خواہی کا علم مصیبت و ابتلاء کے وقت ہی ہو سکتا ہے دکھی و بیمار بھائی تندرستوں کے امتحان کا ذریعہ ہوتا ہے۔ بیمار آدمی دوسروں کی بخشش اور ترقی کا موجب ہوتا ہے۔

۱۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہؓ سے پوچھا۔ کہ آج تم میں سے روزہ دار کون ہے؟ آج تم میں سے جنازہ کے ساتھ کون گیا؟ مسکین کو کھانا کس نے کھلایا؟ بیمار پرسی کس نے کی؟ ان سب سوالات کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی اپنے آپ کو پیش فرماتے ہیں کہ میں نے آج یہ سب کام کئے ہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ما اجتمعن فی رجل الا دخل الجنۃ (مسلم) کہ جس شخص میں اتنی خوبیاں ہوں وہ جنتی ہے۔

۲۔ پھر ایک موقعہ پر حضورؐ نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے پوچھے گا کہ اے میرے بندے میں بیمار تھا تو نے میری تیمارداری نہیں کی۔ بندہ کہے گا۔ یا رب کیف اعوذ لک انت رب العالمین کہ اے میرے خدا تیری بیمار پرسی کس طرح تو تو خود دوسروں کی ربوبیت کرنے والا ہے۔ اور تندرستی بخشنے والا رب العالمین ہے اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا۔ تو نے اسکی بیمار پرسی نہ کی۔ اگر تو اس کی عیادت کو آتا۔ تو تو مجھے اسکے پاس پاتا۔ گویا تو میرے پاس آتا۔

۳۔ ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص بیمار پرسی صبح کو کرتا ہے تو اس کی اس نیکی پر سارا دن ستر ہزار فرشتے اس پر سلام و درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اور اگر شام کو عیادت کرتا ہے۔ تو ساری رات اتنے ہی اس پر صلوٰۃ والسلام بھیجتے اور دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ ان ارشادات نبویہ سے ظاہر ہے کہ ہمارا یہ خلق رضائے الٰہی کا موجب ہے۔

تیمارداری کے اتنے بڑے ثواب سے ظاہر ہے۔ کہ یہ بہت مشکل ہے کیونکہ جتنا مشکل اور ذمہ داری کا کام ہو۔ اسی قدر اس کا معاوضہ و انعام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ان عظم الجزاء مع عظم البلاء کہ جس قدر مصیبت و ابتلاء بڑا ہوگا اسی قدر انعام بھی اور اجر بھی بڑا ہوگا۔ جس طرح بیمار کے لئے بیماری ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہے اور اس سے نجات کے لئے اس کو کئی قسم کی احتیاطوں اور پرہیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح تیماردار کو بہت سی باتوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے ورنہ اصل مقصد جو بیمار کی حوصلہ افزائی آرام و سکون و ہمدردی ہے فوت ہو جائے گا۔ پس تیماردار کو ڈاکٹری ہدایات پر پورا پورا عمل کرنا چاہیئے

۔ بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں تیماردار کو اپنے جذبات کی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً بیمار کے پاس صفائی و ستھرائی نہیں ہوتی۔ یا بیماری کی ایسی نوعیت ہے۔ کہ تیماردار اس کو اپنی نفاست طبع یا کمزوری طبع کی وجہ سے برداشت نہیں کر سکتا یا متعدی مرض ہونے کی وجہ سے اس کو اپنا خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن محض ازراہ ہمدردی اس کے پاس جاتا ہے تب فرشتے اس کی اس قربانی کو دیکھکر اسکے حق میں خیر و برکت اور سلامتی کی دعائیں کرتے ہیں۔

دوسری طرف بعض دفعہ بیمار کو تیماردار سے ذہنی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ تیمارداری تو اس لئے کی جاتی ہے۔ تاکہ بیمار کو سکون ہو۔ اس کی حوصلہ افزائی ہو۔ وہ اپنے آپ کو بے یار و مددگار نہ سمجھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کے پاس جاتے اس کی نبض یا جسم کے کسی حصہ پر ہاتھ رکھکر اس کی حالت دیکھکر تسلی دیتے دعائیں کرتے۔ اور اگر کوئی نیکی کا موقعہ ہوتا تو نیکی کی تحریک کرتے۔ ایک دفعہ آپؐ ایک یہودی غلام کے پاس تشریف لے گئے جو آپؐ کا خادم بھی تھا۔ آپؐ اسکے سرہانے کی طرف بیٹھ گئے اور اسلام قبول کرنے کی تحریک کی۔ آخر اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ الحمد للہ الذی انقذہ من النار۔ کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے اسکو آگ سے نکالا۔

بیمار کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ بیماریوں کے لحاظ سے بھی اور تعلق کے لحاظ سے بھی۔ اس لحاظ سے بھی تیماردار کو اپنی ذمہ داریوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ بعض بیمار ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کے پاس دیر تک ٹھہرنا مفید ہوتا ہے۔ بعض دفعہ جلدی چلے جانا ضروری ہوتا ہے۔ تا بیمار حسب منشاء اپنے اہل بیت سے خدمت لے سکے بعض بیمار اجنبی اور غیر محرم ہوتے ہیں۔ جن سے پردہ کرنا ہوتا ہے۔ وہاں بلا ضرورت زیادہ دیر ٹھہرنا عورتوں مردوں اور خود بیمار کے لئے موجب تکلیف ہوتا ہے خصوصاً جب اہل خانہ کے پاس جگہ کی تنگی ہو تو غیر محرم تیمارداروں کی موجودگی میں عورتیں پریشان ہوتی ہیں اور اگر عورتیں آ جائیں۔ تو مردوں کو دقت کا سامنا ہوتا ہے۔ پھر موسم کا بھی لحاظ رکھا جائے کہ ایک وقت عورتیں کمرہ میں نہیں بیٹھ سکتیں اور نہ ہی پردہ کے لئے کوئی کپڑا لے سکتی ہیں کیونکہ گرمی ہوتی ہے۔ یہ سب تیماردار کو مدنظر رکھنی چاہئیں۔

بعض دفعہ بیمار پرسی کے لئے دور دراز جانا پڑتا ہے۔ اور کئی بیمار پرس وہاں ہی ڈیرے لگا کر بیٹھ جاتے ہیں حالانکہ وہاں ان کا کوئی کام نہیں ہوتا۔ یہ چیز بھی بیمار کی پریشانی کا موجب ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس کی اتنی بساط اور طاقت نہیں ہوتی کہ مہمانوں کی مہمان نوازی کر سکے۔ نہیں تو کوئی انتظام کرنے والا نہیں ہوتا۔ اور کہیں مالی وسعت نہیں ہوتی۔ اس طرح بیمار پریشان ہوتا ہے۔ کیونکہ گھر کے مزاج شناس اور خدمت گذار تو مہمان نوازی میں مصروف ہو گئے اور بیمار خدمت سے محروم رہ گیا ایک طرف بیمار کو دوا دارو اور معالجوں کے انتظامات اور فیسیں اور دوسری طرف مہمانوں کی بھرمار اور ان کی مہمان نوازی کی فکر۔ پس تیماردار کا فرض ہے کہ اس طرح ان کی پریشانی کا موجب نہ ہو۔ بلکہ ممکن ہو تو اس کے گھر کے کامل اور اشیاء جات رضاکارانہ طور پر مدد کرے اور اس طرح بیمار کی دعاؤں کو حاصل کرے۔

بعض لوگ برادری اور رشتہ داری کی بنا پر بیمار پرسی کے لئے جاتے ہیں۔ مثلاً لاہور سے کراچی ایک بھائی کی تیمارداری کے لئے جانا پڑا۔ اگر وہ بیوی کا رشتہ دار ہے۔ تو خاوند کو بھی لازماً جانا پڑے گا۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے اگر میں نہ جا سکا تو کہیں گے کہ ہمارا اس کو کیا درد ہے۔ اور اگر خاوند کا رشتہ دار ہے اور اس کا جانا ضروری ہے تو بیوی کو اپنی عزت کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ اگر میں نہ گئی۔ تو اس کے رشتہ داروں میں میں بدنام ہو جاؤں گی۔ آخر مجبور ہو کر دونوں کو جانا پڑتا ہے یا اگر ایک رشتہ دار چلا گیا ہے تو دوسرے سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نہ گئے تو ہمارے تعلقات خراب ہو جائیں گے اس طرح کئی ہمدرد جا پہنچتے ہیں۔ اس طرح جہاں تیماردار کا خرچ ہوتا ہے۔ وہاں بیمار کی پریشانی کا بھی موجب ہوتے ہیں۔ اس طرح کوئی بھی خوش نہیں ہوتا۔ کیونکہ اصل مقصد یعنی بیمار کی حوصلہ افزائی اور سکون حاصل نہیں ہوا۔ یہ سفر بھی اللہ کے لئے نہیں۔ بلکہ نفس کے لئے کیا گیا۔ اور پھر ساری عمر جتایا جاتا ہے۔ کہ دکھ اٹھا کر ہم گئے تھے۔ لیکن اگر باہم مشورہ سے کام لیا جاتا تو ایک معمولی رقم اکٹھی کر کے وہی رقم جو وہ سفروں پر خرچ کر چکے ہیں۔ مریض کو بھیج دی جاتی اور اس کی عیادت اور خدمت کے لئے ایک آدمی یا باری باری کئی آدمی بھیجے جاتے۔ تو بیمار ہمیشہ ان کے لئے دعائیں کرتا اور اسکی پریشانی کا ازالہ ہو جاتا اور اسکو دہرا فائدہ ہوتا۔ تیماردار کو بھی دہرا فائدہ تھا۔ اس کا کام جاری رہتا۔ چھٹی نہ لینا پڑتی وغیرہ۔ اور سب کی طرف سے بہترین خدمت ہو جاتی۔ پس تیمارداروں کو اس کا ضروری خیال رکھنا چاہیئے۔

بعض دفعہ ایک ہی قسم کی بیماری سے کچھ لوگ فوت ہو جاتے ہیں اور اسی بیماری کے بعض مریض بچ بھی جاتے ہیں لیکن بعض تیماردار بیمار کے پاس یا اسکے عزیز و اقارب کے پاس جا کر اس بیماری سے مرنے والوں کی کہانیاں سنانا شروع کرتے ہیں کہ فلاں کو یہی مرض تھی۔ اور وہ مر گیا اور کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ اس طرح بیمار کی پریشانی بڑھتی اور مایوسی کا شکار ہوتا ہے۔ یہ بہت ہی ناپسندیدہ فعل ہے تیماردار کو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

بعض تیماردار بیمار کے پاس آ کر ازراہ ہمدردی ڈاکٹر بن جاتے ہیں۔ نئے نئے ٹوٹکے بتاتے ہیں اور معالج کی کمزوریاں بیان کی جاتی ہیں۔ اس سے بیمار اور تیماردار دونوں کو نقصان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے۔ کہ وہ ہمیں ان کاموں سے بچائے جو ہمارے اعمال کو ضائع کرنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین۔

"کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو" (المسیح الموعود)

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

(مکرم مولوی عبدالباسط صاحب مربی سلسلہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

"مغبون من کان یوماہ سواء"

یعنی وہ شخص خسارے اور نقصان میں ہے جسکے دو دن ایک جیسے بسر ہو جائیں۔ اس پر حکمت ارشاد میں ہمیں یہ تلقین کی گئی ہے کہ ہم نیکی، تقویٰ خدا ترسی، شفقت علی خلق اللہ، ہمدردی بنی نوع انسان غرضیکہ سب دینی و دنیوی خوبیوں میں ہر لحاظ سے برابر ترقی کرتے رہیں اور کبھی کسی اچھی سے اچھی حالت پر بھی مطمئن اور قانع ہو کر مزید ترقی کی خواہش و کوشش ترک نہ کریں کیونکہ ٹھہراؤ اور سکون موت کا دوسرا نام ہے اور زندگی حرکت، جدوجہد اور کوشش کا تقاضا کرتی ہے۔

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ ترقی کی اس خواہش و کوشش کے لئے بنیادی روک کبر و غرور ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے جس گناہ اور برائی کو اسکی ہیئت او مضرت کی وجہ سے سب سے پہلے بیان کیا ہے وہ ابلیس کا استکبار ہی ہے تکبر کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ انا خیر منہ اور ظاہر ہے کہ جو شخص اپنی کسی بھی خوبی یا طاقت کی وجہ سے اپنے آپ کو بہتر سمجھنے لگ جائے اس خوبی میں ترقی کرنے کا جذبہ اور جدوجہد خود بخود ختم ہو جائے گی۔ مختلف قوموں کا عروج و زوال اسی امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ جہاں کسی فرد یا قوم کے دل میں کبر و غرور پیدا ہوا زمانے نے ترقی کی دوڑ میں اسے پیچھے پھینک دیا اور اس قوم کو ترقی کا موقع حاصل ہو گیا جس نے مزید ترقی کی۔ اور اس کے لئے کوشش بھی کی۔

اس دنیا کی ترقی کا ہی ذکر نہیں بلکہ قرآن مجید تو فرماتا ہے:۔

تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین

یعنی اخروی گھر (جنت اور رضائے الٰہی) انہیں کے لئے ہے، جنہوں نے اپنے نفوس کو کبر و فساد کی آلائشوں سے بچائے رکھا اور حسن خاتمہ و انجام ایسے متقیوں کے لئے ہی ہے۔

شرط فیض حق بود عجز و نیاز
کس ندید و اب بر جائے فراز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا دشمن ابوجہل دنیوی وجاہت کا مالک تھا اسے "رئیس الوادی" اور "ابوالحکم" کہا جاتا تھا۔ لیکن کبر و غرور کی وجہ سے اس نے ایک یتیم و بے نوا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات سننے اور ماننے سے انکار کر دیا۔ آج اس کا عبرتناک انجام ہمارے سامنے ہے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ نے اپنی دنیوی وجاہتوں کے باوجود کبر و غرور سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں کمال انکسار و فروتنی سے وہ مقام پایا کہ آج بڑے بڑے بادشاہ اور صوفیاء اپنے دلوں میں ان کے لئے انتہائی محبت و عقیدت کے جذبات پاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہاں جو مقام آپ کو حاصل ہوا اور اسکے نتیجہ میں جو انعامات حاصل ہوں گے وہ تو ہمارے تصورات و تخیلات کی انتہائی بلندیوں سے بھی کہیں بڑھ کر ہیں۔

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے باوجود اپنے علمی مرتبہ و کمال کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت جس انکساری و فروتنی سے کی وہ تاریخ احمدیت کا ایک ناقابل فراموش باب ہے اور اپنی اسی انکساری اور فروتنی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ کو فخر قوم قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کی سیرت میں ایک عجیب واقعہ آتا ہے۔ جماعت میں آپ کو آپ کے روحانی و علمی مقام اور دینی خدمات کی وجہ سے ایک بلند مقام حاصل تھا ایک دفعہ آپ کا کوئی عزیز اپنے گاؤں سے حضرت مولوی صاحب کو ملنے کے لئے قادیان آیا۔ اثناء قیام میں ایک روز جب وہ حضرت مولوی صاحب کے ہمراہ نماز پڑھنے کے لئے گیا تو اتفاق سے آپ کو سب سے پیچھے جوتیاں رکھنے والی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا پڑی۔ واپسی پر اس عزیز نے حیرت و تعجب کا اظہار کیا کہ آپ اتنی بلند شان کے مالک ہوتے ہوئے جوتیوں میں نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے جو سلوک و تصوف کے بلند مقام پر تھے ارشاد فرمایا۔

"پتر میں نے سب کچھ جتیاں پوں کھٹیا اے"

یعنی بیٹا! میں نے جو کچھ پایا ہے ان جوتیوں کی بدولت ہی پایا ہے۔ گویا آپ نے اپنی عملی زندگی اور خدمت دین کی سعادت پانے کا راز انکسار اور فروتنی کو جانا اسی عہد کی بعض ایسی مثالیں بھی ہیں کہ بعض لوگوں نے اپنی علمی اور انتظامی قابلیتوں کے زعم میں ہمیشہ کے لئے مرکز سلسلہ سے اپنا تعلق منقطع کر لیا اور اس طرح عملاً احمدیت کی برکات سے محروم ہو گئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر۔ یعنی جس شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی کبر و غرور ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا مناسب ہوگا کہ اسجگہ مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں تکبر کی حقیقت اور اسکی برائی بیان کر دی جائے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خدا عزوجل کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے پس مجھ سے سمجھو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔

ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اسلئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے کیا خدا قادر نہیں کہ اسکو دیوانہ کر دے اور اسکے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دے ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اسکو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اسپر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایکدم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اسکے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے اور ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اسکے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایکدم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جسکی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اسکے قویٰ میں برکت دے کر وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کہ خدا وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قدرتوں اور دولتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے سو تم اے عزیزو ان تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے غلط لفظ کی تکبر کیساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اسکے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اسکی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر ان دنیا میں کسی سے ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو۔" (نزول المسیح صفحہ ۲۵۰)

اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو۔ دیا ہے کبر حضرت رب غیور کو

درثمین

رپورٹ

ماہانہ رپورٹ کارگزاری جلد از جلد بھجوائیں۔ جن مجالس نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں بھجوائی یا بے قاعدگی سے بھجوائی ہیں ان کو چاہیئے کہ اب وہ باقاعدگی اختیار کریں تاکہ مرکز اطفال کے کام کے متعلق صحیح اندازہ کر سکے۔ سال کے ۴ ماہ گزر چکے ہیں۔ مگر ابھی تک اطفال کی مجالس کوئی خوشکن نتائج نہیں ظاہر کر رہی ہیں۔ اسلئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ تمام سستیاں ترک کر کے پوری توجہ سے کام کریں اور مکمل رپورٹیں بھجوائیں۔

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

آرمی سٹارٹ سروس کمشن

وظیفہ دوران ٹریننگ ۱۵۰/- ماہوار۔ شرائط: انٹرمیڈیٹ۔ عمر ۱۵ سے ۱۷ تا ۲۲ قد ۵-۳۔ فارم درخواست نزدیک کے دفتر بھرتی سے۔ مکمل درخواست بمعہ پانچ روپے کے پوسٹل آرڈر ۳۰ تک بنام جیئر برانچ پی اے ۳۰ (اے) جی ایچ کیو راولپنڈی (پ۔ٹ ۲۵)

(ناظر تعلیم)

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

کلکتہ: ۲۸ فروری۔ گھانا میں حالات معمول پر آگئے ہیں۔ کبھی کبھی فائرنگ ہوتی ہے۔ مسلح دستے سرکاری حکام کی تلاش میں مصروف ہیں۔ انقلابی کونسل نے اعلان کیا ہے کہ ملک کا نیا آئین بنایا جائے گا تاکہ اقتدار کسی ایک کے پاس نہ رہے۔ ادھر معزول صدر ڈاکٹر نکروما کنشاسا میں کراچی پہنچنے کے لئے طیارے کے منتظر ہیں جہاں سے وہ قاہرہ جائیں گے۔

رائٹر نے ہانگ کانگ سے اطلاع دی ہے کہ صدر نکروما نے ہانگ کانگ جانے کا پروگرام اچانک ملتوی کر دیا ہے پی اے اے کے طیارے میں مخصوص کرائی گئی نشست منسوخ کرا دی گئی ہے۔ البتہ ان کی جماعت کے چار ارکان جن میں سابق وزیر خارجہ مسٹر ایکسی کوائی سن ساک بھی شامل ہیں اسی طیارے میں فرینکفورٹ جا رہے ہیں۔ یہ طیارہ بنکاک، دہلی، تہران اور فرینکفورٹ کے راستے کل لندن پہنچ رہا ہے۔

جکارتہ: ۲۸ فروری۔ صدر سوکارنو نے صورت حال پر مکمل قابو پا لیا ہے اور اپنی پوزیشن مستحکم کر لی ہے وہ اپنی چین نواز پالیسی کی مخالفت موثر طور پر کچلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

صدر سوکارنو کی پالیسی کا بنیادی اصول یہ ہے کہ انڈونیشیا میں قوم پرستوں مذہبی جماعتوں اور کمیونسٹوں میں قریبی تعاون ہونا چاہیئے۔ وہ ہر قیمت پر انڈونیشیا کی جماعتوں میں قریبی تعاون قائم رکھنے کے خواہش مند ہیں۔ صدر سوکارنو کو توقع ہے کہ وہ چین کے ساتھ تعلق مضبوط کر لیں گے اور اسے نئی ابھرتی ہوئی قوموں کی کانفرنس میں شریک ہونے پر آمادہ کر سکیں گے۔ جو اس سال اگست میں جکارتہ کے نواح میں منعقد ہو رہی ہے۔

صدر سوکارنو انڈونیشی کمیونسٹ پارٹی کے زبردست حامی ہیں اور اپنی اس پارٹی کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں۔ ابھی چند روز قبل انہوں نے کہا تھا کہ انڈونیشیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جس نے انڈونیشیا کی آزادی کے لئے کمیونسٹ پارٹی سے زیادہ قربانیاں دی ہوں وہ کمیونسٹ پارٹی کی عظیم قربانیوں کی یادگار تعمیر کرنے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔

ڈھاکہ ۲۸ فروری۔ حال ہی میں حکومت پاکستان اور پولینڈ کے درمیان ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے ہیں جس کے تحت پاکستان پولینڈ کو ۲۰ لاکھ روپے کی مالیت کا چمڑا جوتے کھیل کے سامان چھری کانٹے اور دستکاریاں برآمد کرے گا۔ ان اشیاء کی برآمد ایکسپورٹ ٹریڈ کنٹرول ریگولیشن کے تحت ہوگی۔ اس معاہدہ کے تحت برآمدی اشیاء کی قیمت کا تعین ایف او بی کی بنیاد پر ہوگا۔ برآمد کنندگان اپنے مال کی قیمت روپوں کی شکل میں نیشنل بنک آف پاکستان سے وصول کریں گے ان برآمدات پر حسب معمول بونس بھی حاصل ہوگا۔ جس کی تفصیلات بنکوں سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

یہ معاہدہ ۳۱ دسمبر ۱۹۶۶ء تک قابل عمل ہوگا۔ ان برآمدات میں دلچسپی لینے والے برآمد کنندگان کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی اشیاء کی برآمد کے سلسلے میں پولینڈ کے ٹریڈ کمشنر کوئنز روڈ کراچی سے رابطہ قائم کریں گے۔

نئی دہلی ۲۸ فروری۔ بھارت کے نیوی سٹاف کے سربراہ نے کہا ہے کہ بھارت آبدوزوں کا ایک بیڑہ تیار کرے گا اور پرانے جہازوں کو تبدیل کر دیا جائے گا۔

ہلنوئی ۲۸ فروری۔ جنوبی ویت نام میں امریکہ کے زہریلی گیس استعمال کرنے کی وجہ سے ہزاروں افراد زخمی اور وسیع علاقہ میں فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ محاذ آزادی کی خبر رساں ایجنسی نے یہ اطلاع دیتے ہوئے کہا کہ صرف مونگ چو کے علاقہ میں زہریلی گیس سے دو سو افراد زخمی ہوئے ہیں اور تقریباً پچاس لاکھ ڈالر کی مالیت کی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ ایجنسی کی اطلاع کے مطابق اس علاقہ کے لوگوں نے امریکہ کے خلاف زبردست مظاہرے کئے۔

نئی دہلی ۲۸ فروری۔ ہندوستان کے تین سابق چیف جسٹس اور ایک سابق اٹارنی جنرل نے صدر مملکت اور وزیر اعظم سے مطالبہ کیا ہے کہ ملک میں ہنگامی حالت ختم کر دی جائے۔ یہ مطالبہ ایک مشترکہ عرضداشت میں کیا گیا ہے جس پر ممتاز شخصیتوں کے دستخط ہیں۔

سابق اٹارنی جنرل مسٹر سیتل واد نے اخباری نمائندوں کو عرضداشت کی کاپیاں تقسیم کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کے کسی جمہوری ملک کی تاریخ میں ایسی مثال نہیں مل سکتی کہ وہاں تین سال سے زیادہ عرصہ تک ہنگامی حالت قائم رکھی گئی ہو۔

اس عرضداشت پر دستخط کرنے والوں میں ہندوستان کے تین سابق چیف جسٹس مہر چند مہاجن۔ مسٹر ایس آر داس۔ اور مسٹر بی پی سنگھ کے علاوہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے جج یونیورسٹی کے وائس چانسلر ممتاز وکلاء اور صحافی بھی شامل ہیں اور عرضداشت میں صدر اور وزیر اعظم سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ہنگامی حالت فوراً ختم کرائی جائے کیونکہ غیر جمہوری حربے استعمال کئے جانے کی وجہ سے دنیا کی نظروں میں ہمارے ملک کا وقار گر گیا ہے۔

کلکتہ: ۲۸ فروری۔ تقریباً پانچ سو کمیونسٹ جو اپنے مطالبات منوانے کے لئے گزشتہ ۲۴ گھنٹے سے بھوک ہڑتال کئے ہوئے ہیں۔ آج حکومت کی غذائی پالیسی کے خلاف بطور احتجاج گورنر کی سرکاری قیام گاہ کے سامنے دھرنا دے کر بیٹھ گئے۔ ان کے مطالبات مندرجہ ذیل ہیں۔

مظاہرین پر پولیس کی حالیہ جنگ کی تحقیقات کرائی جائے دیہی علاقوں میں مکمل اور موثر راشن بندی نافذ کی جائے چاول کے راشن میں اضافہ کیا جائے اور عوام کو مٹی کا تیل فراہم کیا جائے۔ کل صبح تقریباً ڈیڑھ ہزار عورتوں اور بچوں نے بھی حکومت کے خلاف مظاہرہ کیا اور گورنر کی سرکاری رہائش گاہ کے سامنے سستا اناج مہیا کرنے کے نعرے لگائے۔

ڈھاکہ ۲۸ فروری۔ صدر محمد ایوب ۶ مارچ کو مشرقی پاکستان کے دو ہفتے کے دورے پر آئیں گے۔ یہ بات گورنر مشرقی پاکستان مسٹر عبدالمنعم خان نے راولپنڈی سے واپس پہنچنے پر بتائی۔ صدر ایوب اپنے قیام کے دوران بعض اضلاع کا بھی دورہ کریں گے انہوں نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ صدر ایوب سے ان کی بڑی اہم بات چیت ہوئی۔ انہوں نے بات چیت کی نوعیت بتانے سے انکار کر دیا۔

بہاولپور ۲۸ فروری۔ صوبائی سیکرٹری اطلاعات جناب مسعود الرحمٰن نے بتایا ہے کہ صحافیوں کے دوسرے ایوارڈ کے نئے قانون کا اعلان مارچ کے آخر میں کر دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں صحافیوں کی دو نمائندہ انجمن سے تجاویز طلب کر لی گئی ہیں۔ تجاویز موصول ہونے پر قانون کو آخری شکل دی جائے گی۔ توقع ہے کہ یہ کام مارچ کے دوسرے ہفتہ میں مکمل ہو جائے گا انہوں نے کہا تحقیقاتی کمیٹی کی سفارشات کو بھی پیش نظر رکھا جائے گا اور انہی کی روشنی میں نیا قانون بنایا جائے گا انہوں نے کہا حکومت صحافیوں کو زیادہ سے زیادہ مراعات دینا چاہتی ہے۔

اقوام متحدہ ۲۸ فروری۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر اوتھانٹ نے اپنے مبصروں کے حوالے سے کہا ہے کہ پاکستان اور بھارت نے فوجوں کی واپسی کے بارے میں اقوام متحدہ کی قراردادوں اور اعلان تاشقند پر پوری طرح عمل کیا ہے اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے خاص نمائندہ جنرل مراملیو اور مبصروں کے گروپوں کے سربراہوں کو مبارکباد کے پیغامات بھیجے ہیں۔

دونوں ملکوں کی فوجیں ۲۵ فروری کی شام کو ان جگہوں پر واپس آ گئیں جہاں ۵ اگست کو تھیں۔

کلکتہ سے پورٹ ۲۸ فروری۔ معزول بنگال کے بعد کل راجستھان کی اسمبلی میں زبردست ہنگامہ ہو گیا جس کے باعث صوبائی گورنر ایوان میں اپنی پہلی تقریر پڑھنے میں ناکام ہو گئے۔ راجستھان اسمبلی بجٹ سیشن کل شروع ہوا۔ جس میں کمیونسٹ اور سوشلسٹ ارکان نے غذائی قلت کے خلاف شدید احتجاج کیا اور کانگریسی حکومت کو عوام کے مصائب کا ذمہ دار قرار دیا جب سپیکر حزب اختلاف کے ارکان کو خاموش کرنے میں ناکام ہو گئے تو ان کے حکم سے دوبارہ ممبروں کو ایوان سے زبردستی اٹھا کر باہر پھینک دیا گیا۔

ہوالشافی

زمیندار اور دیہاتی دوست

نوٹ فرمالیں کہ شفل رسیم سے ہونے والے جانوروں کے مہلک اپھارہ کا موسم زوروں پر ہے

اکسیر اپھارہ

کے ایک پیکٹ سے ٹیکوں میں یہ اپھارہ غائب ہو جاتا ہے، صرف بند پیکٹوں میں یہ دوا کئی سال تک خراب نہیں ہوتی صرف پیکٹ ۵ پیسے درجن یا زیادہ پر ۲ کمیشن دو درجن اور زیادہ پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی۔

اپنے مال کی حفاظت اور خدمت خلق کے لئے آج ہی معقول سٹاک منگوا کر اپنے پاس رکھیں۔

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کیمیکل ورکس ربوہ

رجسٹریشن بورڈ کے امتحان کے لئے

ہومیو رجسٹریشن کورس (سال اول) ۔/۹ پڑھئے

ایچ پی فارمیسی دھورہ (کھاریاں) گجرات

برناف کریم کیل مہاسوں پھوڑے پھنسی خارش اور ایگزیما کے لئے فی ٹیوب ایک روپیہ ۲۵ پیسے

طبیب دوست نسخہ کے لئے تحریر فرمائیے

اوپل کیمیکل انڈسٹریز لمیٹڈ گجرات

تمہیں کوشش کرنی چاہیئے کہ الٰہی وعدے تمہارے ذریعہ سے پورے ہوں

اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرو تا خدائی تقدیر جب ظاہر ہو تو تمہارے حق میں فیصلہ کرے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ احباب کو غلبۂ اسلام کے ضمن میں ان کی عظیم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"یہ اتنا بڑا کام ہے کہ اگر کوئی احمدی سوچے تو میں سمجھتا ہوں اس کی راتوں کی نیند اڑ جائے۔ جب تک دنیا میں ان لوگوں کی اکثریت نہ ہو جائے جو اس قانون کے مطابق جس کو تم سچا سمجھتے ہو اللہ تعالےٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے وارث ہوں اس وقت تک تم صحیح معنوں میں اپنے فرائض کو ادا کرنے والے نہیں سمجھے جا سکتے یہ صحیح ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ تبلیغ اسلام صرف ہماری جماعت ہی کر رہی ہے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ عیسائی اور دوسرے غیر مذاہب کے لوگ ہمارے ذریعہ سے ہی اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور اس طرح اپنی تائید میں ایک عقلی دلیل ہمیں حاصل ہے مگر عقلی دلیل اور واقعاتی دلیل میں بڑا بھاری فرق ہوتا ہے عقلی طور پر بے شک ہم اسلام کو پھیلا رہے ہیں لیکن اگر اسلام کو ہمارے ذریعہ سے غلبہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ ہماری آئندہ نسلیں اس کو غالب کرتی ہیں تو ہماری خوشی ایسی ہی ہوگی جیسے گیدڑوں کے متعلق مشہور ہے کہ وہ رات کو اکٹھے ہوتے ہیں تو شور مچا مچا کر شروع کر دیتے ہیں کہ ہم رام سلطان بود، ہمارا باپ بادشاہ تھا۔ اس پر ایک گیدڑ آگے نکل کر کہتا ہے آؤ تُو اچہ۔ اگر تمہارا باپ بادشاہ تھا تو پھر تمہیں کیا۔! گیدڑ تو اپنی پرانی بادشاہت یاد دلاتے ہیں ہم لوگوں کو اپنی آئندہ بادشاہت یاد دلا دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ایک صدی کے بعد دیکھ لینا سب دنیا پر ہمارا ہی غلبہ ہوگا۔ وہ کہتا ہے اوّل تو مجھے یقین ہی نہیں اور اگر ایسا ہو بھی گیا تو پھر تُو اچہ تجھے کیا۔ جن کے زمانہ میں جماعت پھیلے گی وہ فخر بھی کر لیں گے اور خوش بھی ہو لیں گے تمہیں کیا حق حاصل ہے کہ تم خوشیاں مناتے پھرو تمہارے ہاتھ سے تو پچھلی بادشاہت بھی گئی اور آئندہ کی بھی تمہیں امید نہیں۔ مثل مشہور ہے کہ ایک شخص سے کسی نے کہا کہ دو آدمی حلوے اور مٹھائیوں کی سینیاں اٹھائے ہوئے آ رہے تھے۔ وہ کہنے لگا پھر مجھے کیا۔ اس نے کہا نہیں وہ تمہارے گھر کی طرف آ رہے تھے۔ وہ کہنے لگا پھر مجھے کیا۔! یعنی اگر وہ کہیں اور جا رہے تھے تو پھر مجھے کیا اور اگر وہ میری طرف آ رہے تھے تو پھر مجھے کیا کہ تو خوش ہو رہا ہے اگر تمہاری اولادوں نے ہی کامیاب ہونا ہے تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ تُو اچہ تم کو کیا۔ تم کو تو تبھی خوشی حاصل ہو سکتی ہے جب کہ تم آنے والی کامیابی اور فتح میں خود حصہ لو۔ یہ کیا کہ گھروں میں آرام سے سوئے ہوئے ہو رات دن دنیا کے کاموں میں مشغول ہو سستی اور غفلت تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتی اور آئندہ آنے والی نسلوں نے جو فتح حاصل کرنی ہے اس پر تمہارا شرادنچا ہو رہا ہے اور تم خوشی سے جھوم رہے ہو آنے والے آئیں گے اور کامیابی حاصل کریں گے تو خوش بھی ہوں گے۔ تمہارا کیا حق ہے کہ تم خوش ہوتے پھرو۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فتح اور کامیابی حاصل کی تھی اس پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دادے پردادے فخر کرتے کہ ہماری نسل میں سے ایک ایسا انسان پیدا ہوگا جو دنیا میں عظیم الشان کامیابی حاصل کرے گا۔ تو ہر شخص انہیں یہی کہتا کہ تُو اچہ تمہیں کیا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں آئیں گے اور فتح حاصل کر لیں گے تو خوشی بھی منا لیں گے تم کو کیا حق حاصل ہے کہ تم خوشی مناتے پھرو۔ اسی طرح اگر تمہاری کامیابی نے بھی ڈیڑھ سو سال کے بعد آنا ہے اور تم نے اس کی بنیادیں بھی نہیں رکھیں تو پھر تمہیں کیا آنے والے آئیں گے تو فخر بھی کر لیں گے پس اپنے حالات میں تبدیلی پیدا کرو۔۔۔

بہرحال ابھی وقت ہے اپنے اندر تغیر پیدا کرو۔ زمانہ کے حالات بتا رہے ہیں کہ خدا کچھ کرنا چاہتا ہے۔ تمہارا فرض یہ ہے کہ تم اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرو تاکہ جب خدائی تقدیر ظاہر ہو تو وہ تمہارے حق میں فیصلہ کرے اگر تم اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کر لو تو دنیا تمہیں تباہ نہیں کر سکتی۔ سمندر میں تلاطم آئے گا اس کی موجیں اٹھیں گی اور لوگ سمجھیں گے کہ تم تباہ ہو گئے۔ مگر جب طوفان میں سکون پیدا ہوگا تو دنیا یہ دیکھ کر حیران رہ جائے گی کہ تم سلامتی کے ساتھ کنارے پر کھڑے ہو۔ اور لوگ تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے"

(الفضل ۹ مئی ۱۹۶۳ء)

کمسن بچوں کے اغوا کے مجرموں کو سزائے موت دینے کی سفارش

آوارہ بچوں کی اصلاح کے لئے نیا نظام رائج کرنے کا فیصلہ

لاہور یکم مارچ۔ مغربی پاکستان کی کابینہ نے مرکزی حکومت سے سفارش کی ہے کہ تعزیرات پاکستان میں ترمیم کر کے دس سال سے کم عمر کے بچوں کو اغوا کرنے والے مجرموں کے لئے موت کی سزا مقرر کر دی جائے۔ کابینہ نے صوبائی اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں ایک مسودہ قانون پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے تحت بگڑے ہوئے بچوں کی اصلاح کے لئے تربیتی ادارے قائم کئے جائیں گے۔ اور ان کی نگرانی کے لئے ایک نظام قائم کیا جائے گا۔

کابینہ کا اجلاس گورنر ملک امیر محمد خان کی زیر صدارت کل صبح منعقد ہوا اور اس میں متعدد اہم فیصلے کئے گئے۔ اجلاس کے بعد وزیر قانون مسٹر غلام نبی میمن نے اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے بتایا کہ اسلامی مشاورتی کونسل نے مرکزی حکومت کو یہ تجویز پیش کی تھی کہ دس سال سے کم عمر کے بچوں اور بچیوں کے اغوا کی سزا موت مقرر کی جائے مرکزی حکومت نے اس سلسلے میں صوبائی کابینہ سے رائے طلب کی تھی۔ اور کابینہ نے اسلامی مشاورتی کونسل کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے سفارش کی ہے کہ تعزیرات پاکستان میں مناسب ترمیم کر دی جائے۔

صوبائی حکومت کو بچوں کے اغوا کی سخت سزا مقرر کرنے کے بارے میں عوام کی طرف سے بھی مطالبات موصول ہوئے تھے خیال ہے کہ صوبائی اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں بھی اس مضمون کی ایک قرارداد پیش کی جائے گی۔ کہ اسلامی مشاورتی کونسل اور صوبائی حکومت کی سفارشات کو جلد سے جلد عملی جامہ پہنایا جائے۔

گھانا کی انقلابی حکومت کے خلاف عنقریب جوابی حملہ شروع ہو جائے گا

پیکنگ یکم مارچ۔ گھانا کے معزول صدر ڈاکٹر نکروما کل ایک دن بیمار رہنے کے بعد گھانا روانہ ہو گئے انہوں نے پیکنگ سے رخصت ہوتے وقت اعلان کیا کہ وہ گھانا پہنچ کر فوجی حکمرانوں کو کچل دیں گے اور دوبارہ اقتدار حاصل کریں گے معزول کرنا بے کار ہے کہ وہ جوتے پہنے فوجی حکام گھانا میں داخل ہوں گے

محترم شیخ مبارک اسمٰعیل صاحب وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

محترم شیخ مبارک اسمٰعیل صاحب بی اے بی ٹی ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر لائلپور مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۶۶ء بوقت ۶ بجے شام حرکت قلب بند ہو جانے سے سیالکوٹ میں بعمر ۷۶ سال وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم اپنے چھوٹے فرزند بشیر احمد ناصر کی شادی پر سیالکوٹ گئے ہوئے تھے۔

آپ کا جنازہ مورخہ ۲۸ فروری کو سیالکوٹ سے ربوہ لایا گیا نماز مغرب کے بعد امیر مقامی محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں جنازہ عام قبرستان لے جا کر مرحوم کی نعش کو وہاں امانتاً سپرد خاک کیا گیا قبر تیار ہونے پر مکرم مولوی محمد صدیق صاحب ایم اے صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ نے دعا کرائی۔

محترم شیخ صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی اور مخلص صحابی حضرت صوفی مشیخ مولا بخش صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند تھے اور آپ کو خود بھی صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل تھا۔ مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد خلافت میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کے طور پر خدمات بجا لاتے رہے۔ محترم شیخ صاحب مرحوم کے پسماندگان میں دو فرزند (خالد پرویز صاحب اور بشیر احمد صاحب ناصر) اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ محترم شیخ صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اپنے مقام قرب سے نوازے نیز پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین